سیدنا ابودردا رضی اللہ عنہ کی زندگی

اللہ کے رسول ﷺ کے جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت ابودرداؓ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر دوستوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ اتنے رنجیدہ کیوں ہیں؟

حضرت ابودردا نے فرمایا کہ ابھی ابھی ایک منظر دیکھا ہے روتا اس لئے ہوں کہ وہ منظر دیکھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی۔

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے درجے کے صحابی ہیں، صحابہ کرام ان کی بڑی عزت کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ انھیں اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو عالمانِ باعمل کہتے تھے۔

فرماتے تھے کہ مجالس میں ان کا تذکرہ کرو کہ ان کے تذکرے سے اخلاق سدھرتے ہیں۔ جب حضرت معاذ بن جبلؓ مرنے لگے تو بولے۔ جسے علم سیکھنا ہوا بودردا سے سیکھے کہ ابودردا کا علم اور ان کا تقویٰ جہل کے بہت سے امراض کو شفا بخشتا ہے۔

طبقات ابن سعد اور فتوح البلدان میں ہے کہ وہ حافظ کلام اللہ تھے اور پورا قرآن انھوں نے آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے سن کے حفظ کیا تھا۔ حضرتِ عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں انھیں گورنر بنانا چاہا تو انکار کر دیا۔

انھوں نے فرمایا کچھ تو کیجیے! جواب دیا۔ آپ مجھے پڑھنے پڑھانے میں لگا دیجئے! قرآن و حدیث کا درس دیا کروں گا۔ جامع دمشق میں وہ قرآن کا درس دیتے تو ایک ایک وقت میں سولہ سولہ سو طالب علم رہتے تھے۔ وہ منظر جو حضرت ابودرداؓ نے دیکھا اور عبرت سے ان کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے، کوئی خاص نہیں۔ سبھی نے دیکھا ہوگا۔

دو بیل زمین پر بندھے بیٹھے تھے۔ ایک نے اٹھنا چاہا تو دوسرا بھی ساتھ اٹھ کھڑا ہو گیا۔

حضرت ابودردا نے کہا، کاش ہمارے بھائی ایک دوسرے کی اتنی موافقت تو کریں جتنی بیل کرتے ہیں، تعلق کو نباہنا ایمان کی نشانی ہے۔

جنگ حنین کے بعد ایک خاتون آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں، آپ نے اپنی چادر بچھا کر انھیں بٹھایا غنیمت کے سامان میں سے ان کا سامان واپس کیا، بہت کچھ ان سے سلوک کیا، ان کا نام شیماؓ تھا۔ وہ دائی حلیمہ کی بیٹی تھیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک بوڑھی خاتون حاضر ہوئیں، صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کی بڑی تواضع فرما رہے ہیں، تو منتظر رہے کہ آپ سے اس کی وجہ معلوم کریں، وہ

گئیں تو معلوم ہوا کہ وہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃؓ الکبریٰ کی سہیلی تھیں اور اکثر ان کے پاس آیا کرتی تھیں۔
عزت، مرتبہ اور دولت پا کر جو فرد غریب رشتہ داروں اور پرانے دوستوں کو چھوڑ دیتا ہے، وہ تعلق کو نباہنے والا نہیں، اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔

اپنوں سے آنکھیں پھیر لینا شیطان کے قابو میں چلا جانا ہے۔ کہ شیطان ہمیشہ دلوں میں تفرقہ ڈالتا ہے۔

بزرگوں نے کہا کہ کچھ علمائے حق ہوتے ہیں اور کچھ علماء سُوء! ایک دوسرے کی کاٹ میں رہتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے عباء وقباء کی نمائش کر کے دنیا کماتے ہیں۔ دنیا پوچھے گی یہ اسلام کیسا کہ جو ایک دنیا کو میل ملاپ اور اخوت کی تعلیم دیتا ہے، خود اس کے علماء مل کے نہیں رہ سکتے؟ اس کا جواب حضرت ابودرداؓ کے آنسو ہیں۔ جائے عبرت یہی ہے کہ بیل بھی تعلق کو نباہتے اور اتحاد کا ثبوت دیتے ہیں لیکن صاحبان ایمان توحید کے نام پر بھی تفریق کے قائل ہیں۔

حضرت ابودردا ۲ھ ہجری میں ایمان لے آئے۔ جنگ بدر اور احد کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں اللہ کے رسول کے ساتھ رہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو نبی اکرم ﷺ نے آپ کا بھائی بنا دیا تھا۔

سیدنا عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اکابر صحابہؓ کے وظائف مقرر کئے تو سب سے زیادہ اصحابِ بدر کو عطا فرمایا۔ حضرت ابودردا بدر کی لڑائی کے وقت ایمان نہ لائے تھے۔ لیکن ان کی عظمت کے پیش نظر سیدنا عمرؓ نے انھیں بدری صحابہؓ کے برابر وظیفہ دیا۔

(بقیہ از ص ۲۸)

دخل اندازی کا موقع ملتا رہے۔

چنانچہ وہ اپنی پوری طاقت اس بات پر صرف کر رہے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت مضبوط (Stablize) ہوتا کہ بیرونی طاقتوں کو ملک میں عمل دخل کا موقع ملتا رہے۔

ان وجوہات کی بنا پر ہمارے سیاسی لیڈران کرام خواہ وہ لادینی جماعتوں کے لیڈر ہوں یا دینی جماعتوں کے اپنے مفادات، اپنی اغراض اور اپنی لیڈری چمکانے کے لئے جمہوریت کے فروغ کے خواہاں ہیں اور وہ یہ بھول گئے ہیں کہ پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا تھا اور اسی نظریہ کی وجہ سے قائم رہے گا۔ اسی جمہوریت نے پہلے بھی پاکستان کو دولخت کیا تھا اور اب بھی خاکم بدہن اس کو ٹکڑے کرنے کا باعث بنے گی۔

اسلامی جماعتوں کے راہ نماؤں کو ہوش کے ناخن لے کر فوری طور پر اس نظریے کو ضمیر اسلامی ثابت کر کے ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے متحد ہو جانا چاہیئے۔ وگرنہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کو اچھے لفظوں سے یاد نہیں کریں گی اور اللہ کے ہاں بھی وہ ماخوذ ہوں گے۔